روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10
# الفضل
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ہفتہ 26 نومبر 2011ء 29 ذی الحج 1432 ہجری 26 نبوت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 267

## امانت کی گمشدگی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

تم اپنے دین میں سے سب سے پہلے جس چیز کو گم کرو گے وہ امانت ہے اور سب سے آخری گم کردہ چیز نماز ہوگی۔

(مسندالشھاب جلد1 صفحہ 155 حدیث نمبر:216)

# ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ ایک حسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتّی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں راعون کا لفظ اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق عباد میں تقویٰ سے کام لے۔ یہ حسن معاملہ ہے۔ یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے جو درجہ پنجم وجود روحانی میں نمایاں ہوتی ہے۔ مگر ہنوز پورے طور پر چمکتی نہیں اور وجود روحانی کے درجہ ششم میں بوجہ کامل ہونے پیدائش اور روح کے داخل ہو جانے کے یہ خوبصورتی اپنی تمام آب وتاب دکھلا دیتی ہے۔ اور یاد رہے کہ مرتبہ ششم وجود روحانی میں روح سے مراد وہ محبت ذاتیہ الٰہیہ ہے جو انسان کی محبت ذاتیہ پر ایک شعلہ کی طرح پڑتی اور تمام اندرونی تاریکی دور کرتی اور روحانی زندگی بخشتی ہے اور اس کے لوازم میں سے روح القدس کی تائید بھی کامل طور پر ہے۔

دوسرا حسن انسان کی پیدائش میں حسن بشرہ ہے۔ اور یہ دونوں حسن اگرچہ روحانی اور جسمانی پیدائش درجہ پنجم میں نمودار ہو جاتے ہیں لیکن آب وتاب ان کی فیضان روح کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ جسمانی وجود کی روح جسمانی قالب تیار ہونے کے بعد جسم میں داخل ہوتی ہے ایسا ہی روحانی وجود کی روح روحانی قالب تیار ہونے کے بعد انسان کے روحانی وجود میں داخل ہوتی ہے۔ یعنی اس وقت جب کہ انسان شریعت کا تمام جوا اپنی گردن پر لے لیتا ہے اور مشقت اور مجاہدہ کے ساتھ تمام حدود الٰہیہ کے قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور ورزش شریعت اور بجا آوری احکام کتاب اللہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی روحانیت اس کی طرف توجہ فرماوے اور سب سے زیادہ یہ کہ اپنی محبت ذاتیہ سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کی محبت ذاتیہ کا مستحق ٹھہرا لیتا ہے جو برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح شیریں ہے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وجود روحانی خشوع کی حالت سے شروع ہوتا ہے اور روحانی نشوونما کے چھٹے مرتبے پر یعنی اس مرتبہ پر کہ جب کہ روحانی قالب کے کامل ہونے کے بعد محبت ذاتیہ الٰہیہ کا شعلہ انسان کے دل پر ایک روح کی طرح پڑتا ہے اور دائمی حضور کی حالت اس کو بخش دیتا ہے کمال کو پہنچتا ہے اور تبھی روحانی حسن اپنا پورا جلوہ دکھاتا ہے لیکن یہ حسن جو روحانی حسن ہے جس کو حسن معاملہ کے ساتھ موسوم کر سکتے ہیں یہ وہ حسن ہے جو اپنی قوی کششوں کے ساتھ حسن بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ حسن بشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہوگا جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا اور اس کی کشش نہایت کمزور ہوگی۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ218)

## ایک احمدی کے اوصاف

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”وہ جو اس سلسلے میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلن اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجے تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذاء نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنے کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 220)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

## وکالت مال اوّل کا ای میل ایڈریس

وکالت مال اوّل تحریک جدید نے احباب جماعت کی سہولت کے لئے ای میل ایڈریس بنایا ہے۔ براہ کرم یہ ای میل ایڈریس نوٹ فرمالیں۔ اس کے ذریعہ بھی دفتر سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

maalawwal@gmail.com

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

مشعل راہ

# دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عملی نمونے

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 10 اکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے آٹھویں شرط میں یہ ہے کہ اپنی جان، مال، عزت ہر چیز کو قربان کرے گا۔ اور جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے نظارے ہمیں نظر آتے رہتے ہیں۔ مائیں اپنے بچے پیش کرتی ہیں، باپ سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے اپنے بچوں کی انگلی پکڑ کر لا رہے ہوتے ہیں کہ یہ اب جماعت کا ہے اور جہاں چاہے جماعت اس کی قربانی لے لے۔ بچے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم بھی حضرت ......... کی طرح اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ نظارے پہلے بھی تھے اور اب بھی قائم ہیں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔

1923ء میں ہندوؤں نے شدھی تحریک شروع کی تو اس کے خلاف احمدیہ جماعت کی کوششوں میں بچے بھی بڑوں سے پیچھے نہیں رہے۔ پانچ سالہ بچے بھی ملکانہ کے علاقوں میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک بارہ سالہ بچے نے اپنے والد کو لکھا کہ دین حق کی خدمت کرنا بڑوں کا ہی نہیں ہمارا بھی فرض ہے۔ اس لئے جب آپ دعوت الی اللہ کے لئے جائیں تو مجھے بھی لے چلیں اور اگر آپ نہ جائیں تو مجھے ضرور بھیج دیں۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر 5 صفحہ 336)

تو یہ باتیں جیسا کہ میں نے پہلے کہا کوئی پرانے قصے ہی نہیں اب بھی یہ نظارے نظر آتے ہیں اور آج بھی واقفین نو بچے جب مجھے ملنے آتے ہیں اس ماحول میں بھی جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بڑے ہو کر کیا کرنا ہے، کیا بننا ہے۔ یہی جواب ان کا ہوتا ہے کہ جو آپ کہیں گے ہم وہی بننے کی کوشش کریں گے۔ اور جماعت بتائے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ یہ جذبہ ہے احمدی بچے کا۔ اور جب تک یہ جذبہ قائم رہے گا اور انشاء اللہ قیامت تک یہ جذبہ قائم رہے گا۔ تو جماعت کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے ہم وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ کر آباد ہوئے ہیں۔ (رفقاء احمد جلد پنجم حصہ سوم ص 130)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں ''حِبی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی۔ ......... ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشرح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا ہے۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے (۔) اور (۔) کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 520)

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے بارہ میں فرماتے ہیں ''ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کے عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دوسو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ ......... پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں عمر بسر کر دی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔

(سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 108)

(روزنامہ الفضل یکم جون 2004ء)

تعارف کتب

# مجموعہ مضامین اور نامے جو میرے نام آئے

مصنف: مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب
صفحات: 523

میرے بزرگ محترم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب سابق ایڈیٹر ہفت روزہ اصلاح سرینگر (کشمیر) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کو نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعود کے ایک رفیق حضرت حاجی عمر ڈار صاحب کا پوتا ہونے کا اعزاز حاصل ہے بلکہ آپ کا پورا خاندان ہمیشہ احمدیت کا فدائی اور شیدائی رہا ہے۔ محترم ڈار صاحب کو خود بھی اپنی 95 سالہ طویل زندگی میں اب تک جماعت کے ایک مخلص، نڈر اور فعال رکن اور خادم کی حیثیت سے گراں قدر خدمت کی توفیق ملی ہے اور اب بھی خدا کے فضل سے پیرانہ سالی کے باوجود زندگی کے سفر میں رواں دواں ہیں۔ زیر نظر کتاب محترم ڈار صاحب کی ''عمر دراز'' میں پیش آنے والے کچھ حالات و واقعات پر مبنی دلچسپ اور سبق آموز یاداشتوں اور بزرگان سلسلہ بالخصوص خلفائے احمدیت کے ان کے نام آنے والے چند منتخب اور متبرک خطوط پر شامل ہے۔ اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھتے ہوئے محترم ڈار صاحب کی ذہانت اور ان کی قابل رشک یاداشت کو داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ زندگی کی 95 بہاریں دیکھنے والے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے بچپن سے لے کر جوانی اور پھر اب بڑھاپے کی عمر تک گزرے یہ بے شمار واقعات اور حالات جس طرح دل ودماغ میں محفوظ رکھے ہیں یہ واقعی خداداد عطیہ اور ان کی ذہانت کا کمال ہے۔

محترم ڈار صاحب نے اپنی یادوں اور بھولے بسرے واقعات کو جمع کرنے میں اگرچہ کسی خاص ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا بلکہ جو واقعہ جہاں یاد آیا اسے لکھ دیا۔ تاہم ان یاداشتوں کے مجموعہ سے اکابرین و بزرگان سلسلہ اور اسیروں کے رستگار حضرت مصلح موعود سے ان کی گہری وابستگی کے ساتھ ساتھ کشمیریوں کی آزادی سے حضرت مصلح موعود کی بے پناہ دلچسپی اور محترم ڈار صاحب سے حضور کے پدرانہ سلوک اور شفقت بے پایاں کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ حضور کی اس شفقت اور محبت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضور نے محترم ڈار صاحب کو ''مجلس شوریٰ پاکستان'' کا تاحیات نمائندہ مقرر فرمایا اور آپ گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے حضور کی اسی منفرد عنایت اور مشفقانہ سرپرستی سے سرفراز ہو رہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشدہ

محترم ڈار صاحب بچپن ہی میں قادیان آئے اور یہاں ہی خاندان حضرت اقدس کے قرب میں پلے بڑھے۔ اس مقدس سرزمین میں طویل قیام کے دوران خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کے پیار و محبت اور شفقت سے حصہ وافر پانے کے علاوہ آپ کو حضرت اقدس کے 100 سے زائد رفقائے خاص کی صحبت سے بھی فیض پانے اور مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران جماعت کے نامور بزرگوں اور چوٹی کے علمائے ربانی اور رفقاء کبار کا شاگرد ہونے کا بھی اعزاز نصیب ہوا جن کا آپ نے اس کتاب میں تحدیث نعمت کے طور پر بڑے فخر اور خوشی سے مفصل ذکر کیا ہے اور ان کا یہ افتخار اور اعزاز واقعی ہی قابل رشک ہے۔

محترم ڈار صاحب نے اپنی اس کتاب میں ایسے واقعات و حالات کا بھی تذکرہ کیا ہے جو تاریخ احمدیت جموں و کشمیر کے گمشدہ اوراق کی حیثیت رکھتے ہیں اور عام طور پر عوام وخواص کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ مثلاً محترم ڈار صاحب حضرت مصلح موعود کی طرف سے کشمیری لیڈروں کی سرپرستی کے حوالہ سے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''چوہدری غلام عباس مرحوم، شیخ عبداللہ مرحوم اور دیگر کئی زعماء کشمیر کے حضور کے نام خطوط ہمارے پاس موجود ہیں اور کئی شائع ہو چکے ہیں۔ درجنوں دوستوں کو اس خاکسار کے ذریعہ امدادی رقوم ملتی رہیں ایک دو مستحق امداد دوستوں کو میں ان کا ماہوار وظیفہ پہنچاتا رہا۔ الحمد اللہ ہم ان کے اور ان کی حکومتوں کے کبھی ضرورت مند ہی نہیں ہوئے''۔

آج کے کشمیری لیڈر اور ان کے تنخواہ دار مورخ کشمیر کی تحریک آزادی میں جماعت احمدیہ بالخصوص اس کے امام حضرت مصلح موعود کی گرانقدر اور فقید المثال خدمات کو بے شک نظر انداز کر دیں اور تاریخ کشمیر کو بے شک مسخ کر دیں مگر حقائق کو ہمیشہ کے لئے کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا اور وہ وقت ضرور آئے گا جب حضرت مصلح موعود کے بقول

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

کتاب میں متعدد ایسے حالات و واقعات کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جن کا اگرچہ تاریخ احمدت سے تعلق تو ضرور ہے مگر محترم ڈار صاحب کی ذاتی زندگی یا کشمیر سے ان کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ پھر ذاتی زندگی سے تعلق رکھنے والے بعض واقعات کی تکرار ہے۔ بہر حال مجموعی طور پر محترم ڈار صاحب کی یہ ''یادداشتیں'' بڑی دلچسپ، سبق آموز اور قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بزرگ کی عمر میں مزید برکت دے اور انہیں ان کی قومی وملی اور جماعتی خدمات کا اجر عظیم عطا فرماتے ہوئے ان کا نام بخیر کرے۔ آمین

(خ۔م۔صادق)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم حنیف احمد محمود صاحب

# قوت برداشت اور صبر و حوصلہ

## صبر و تحمل کی کمی تمام رنجشوں کا باعث بنتی ہے

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جرمنی کے دورہ ماہ جون 2011ء کے دوران احباب جماعت کو رشتہ داریوں میں برداشت، صبر سے کام لینے کی بار بار تلقین فرمائی جیسے 18 جون کو 7 نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ نکاح میں فرمایا۔

"آج کل مادیت کا زیادہ زور ہے یا کیا وجہ ہے؟ بے صبری کا اظہار زیادہ ہے صبر کم ہو چکا ہے لوگوں میں برداشت کم ہو چکی ہے کہ ذرہ ذرہ سی بات پر لڑائیاں بھی ہوتی ہیں۔ رنجشیں بھی پیدا ہوتی ہیں اور پھر ان کی نوبت یہاں تک آتی ہے کہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔"

(روزنامہ الفضل 7 جولائی 2011ء)

☆ 19 جون کو جرمنی بھر سے آئے 240 واقفین نو کو حضور انور ایدہ اللہ نے یوں نصیحت فرمائی۔

پھر برداشت ہے۔ برداشت آج کل بہت کم ہوتی چلی جا رہی ہے دنیا میں۔ اور صبر ہے یہ بھی آپ میں پیدا ہونا چاہئے تبھی آپ حقیقت میں فیلڈ میں جا کر اپنی خدمات کا صحیح استعمال کر سکتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل 8 جولائی 2011ء)

☆۔ اسی طرح 25 جون کو ممبرات لجنہ اماء اللہ سے اپنے معرکۃ الآراء خطاب جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے جہاں بہت سے تربیتی امور بیان فرمائے وہاں میاں بیوی کے حقوق اور رشتہ داریوں کو احسن طریق سے نبھانے کی طرف ممبرات کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

عائلی معاملات میں مثلاً بہت فکر مندی پیدا کرنے والی صورت پیدا ہو رہی ہے، صورتحال آج کل یہ ہر جگہ ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے۔ صبر نہیں رہا آج کل حوصلہ نہیں رہا، برداشت نہیں رہی۔ اگر ایک فریق زیادتی کرتا ہے تو دوسرا فریق پھر نہلے پر دہلا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

(الفضل 16 جولائی 2011ء)

جرمنی سے واپس آ کر لندن کے 45 ویں جلسہ سالانہ پر حضور انور نے دوسرے دن مورخہ 23 جون کو مستورات سے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ جس میں عائلی اور فیملی جھگڑوں سے نجات کی عالمی تحریک فرمائی۔ اس میں بھی پیارے حضور نے بار بار عدم قوت برداشت کا ذکر فرمایا ہے کہ برداشت کم ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے خانگی اور فیملی جھگڑوں میں اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً حضور نے فرمایا۔

i- بے صبری اور گندی زبان سے امن برباد ہو رہا ہے۔ ii- ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کو احترام دیں۔ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

iii- بے صبری نہ ہوگی برداشت ہوگی تو تقویٰ سے رشتے قائم ہوں گے اور آخر میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ بے صبری سے بچنا ہوگا۔ برداشت کرنے کی عادت ڈالنی ہوگی اور دخل اندازی بھی بند کرنی ہوگی۔ سچائی کا استعمال زیادہ کرنا ہوگا۔

(روزنامہ الفضل 29 جولائی 2011ء)

پیارے حضور کے ان ارشادات کو آج اگر عالمی حالات کے تناظر میں دیکھیں تو زندگی کے ہر شعبہ میں بے صبری دکھائی دیتی ہے۔ برداشت کم ہو گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر انسان فوراً غصہ میں آ جاتا ہے اور آپے سے باہر ہونے لگتا ہے۔ اس میں اب انسان ہی نہیں بلکہ سوسائٹیاں، جماعتیں، کمیونٹیاں اور حکومتیں بھی Involve ہو رہی ہیں۔ ایک سوسائٹی کا دوسری سوسائٹی کے خلاف غیظ و غضب، ایک جماعت کی دوسری جماعت کے خلاف منصوبہ بندی، ایک کمیونٹی کی دوسری کمیونٹی کے خلاف ہرزہ سرائی اور دوسری حکومت کی مخالفت اور اُسے دباؤ میں رکھنا روز کا معمول بنتا جا رہا ہے۔ دوسری طرف انسان نے اپنی ترجیحات خود بنالی ہیں۔ اگر اس کو اپنے موافق ماحول میسر نہ ہو تو بڑبڑانا شروع کرتا ہے اور دوسروں کے خلاف بولنے لگتا ہے۔ طبیعت کے خلاف اگر کوئی بات ہو جائے تو خاوند بیوی کو ڈانٹنا شروع کر دیتا ہے۔ بیوی طبیعت کے مخالف بات سننے پر سر پھوڑنا شروع کر دیتی ہے۔ حالانکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کی خامیوں کا ہی ذکر نہ کرتے رہا کرو آخر اُس کے اندر اچھائیاں بھی ہوں گی۔

اگر معاشرہ کو دیکھیں تو وہ بدامنی کا شکار نظر آتا ہے۔ لڑائی جھگڑے، قتل و غارت، اغواء برائے تاوان، ڈکیتی کے واقعات اور ٹارگٹ کلنگ عام ہوتی جا رہی ہے۔ کرائم ریٹ بہت بڑھ گیا ہے۔ اقتصادی بدحالی اور کساد بازاری جگہ جگہ نظر آ رہی ہے۔ بے روزگاری نے انسان کو پریشان کر رکھا ہے ساری دُنیا کریڈٹ کرنچ کا شکار ہے ہر انسان Depression اور Frustration کا شکار نظر آتا ہے۔ گویا کہ انسان نفسیاتی مریض ہوتا جا رہا ہے۔ گھر میں معمولات زندگی بُری طرح Disturb ہیں۔ جب انسان نے اپنے رہن سہن کا معیار بلند کر لیا ہے۔ ترجیحات زندگی تبدیل کر لی ہیں اور اس کریڈٹ کرنچ میں وہ اپنا خودساختہ معیار زندگی برقرار نہیں رکھ پا رہا تو لازماً بے صبری پیدا ہوگی اور برداشت کا مادہ کم ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ کچھ عرصہ قبل گھروں میں یہ سہولیات نہ تھیں جو اب ہیں۔ انسان شدید گرمی میں بھی ہاتھ کے پنکھے سے گزارا کر لیتا تھا اور صبر وشکر کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرتا تھا۔ باہر درخت کے نیچے چارپائی بچھالی یا فرش کو ٹھنڈا کر کے چارپائی بچھا کر سو گیا اس وقت بیماریاں بھی کم تھیں۔

اب قریباً ہر گھر میں پنکھا اور کولر ہونے کے باوجود انسان گرمی کی شدت وحدت کا واویلا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ AC والا بھی گرمی کا رونا رو رہا ہوتا ہے۔ بیماریاں پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔ ہر چوتھا شخص شوگر، بلڈ پریشر اور دل کا مریض دکھائی دیتا ہے۔ پھر بے صبری کیوں نہ بڑھے، برداشت کے مادے میں کمی کیوں نہ ہو۔ گھروں میں تو تکرار کیوں نہ ہو۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے پنکھا یا کولر نہیں چلے گا تو طبیعت میں بے چینی تو پیدا ہوگی جو آخر کار لڑائی پر منتج ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کا نمونہ تو ہمارے سامنے یوں موجود ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ سخت گرمی کے دن تھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تالیف و تصنیف میں منہمک تھے ایک مخلص دوست نے عرض کی۔ گرمی بہت ہے۔ تبسم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ تجویز تو آپ کی اچھی ہے مگر پنکھا لگا اور ٹھنڈی ہوا چلی تو پھر نیند آجائے گی اور سونے کو جی چاہے گا۔ قوم تو آگے ہی سوئی ہوئی ہے ہم بھی سو رہے تو دین کی تائید کون کرے گا؟

(اخبار بدر قادیان 11 دسمبر 1913ء صفحہ 9 بیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہوں کہ Frustration اور Depression بڑھنے کی وجہ صرف گرمی کا برداشت نہ کرنا ہی نہیں بلکہ انسان کی اپنی بنائی ہوئی بعض ترجیحات بھی ہیں جیسے فیشن ہے۔ عید اور شادی بیاہ جیسے خوشی کے مواقع میں بھی فیشن کے مطابق اشیاء نہ ملنے پر طبیعت میں غصہ کی علامات ظاہر ہو رہی ہوتی ہیں جو لڑائی جھگڑے کا باعث بنتی ہیں۔

ان تمام کا علاج تو قرآنی تعلیم میں خدا تعالیٰ پر توکل ہی ہے۔ اس کے حضور جھک کر دُعا کرنے میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار ہا اس مضمون کو بیان فرمایا کہ تکلیف میں انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور جب اس کی وہ تکلیف دُور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دُعاؤں کو سُن کر اس پر کوئی انعام نازل کرتا ہے تو بے صبری دکھلاتا اور خدا تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔

عُسر و یُسر ہر دو حالتوں میں اپنے رب کریم کا شاکر و صابر عبد بن کر رہنے ہی میں کامیابیاں ہیں۔ فلاح کے راستے کھلتے ہیں۔ قوت برداشت، صبر اور وسعت حوصلہ کا مضمون بہت وسیع ہے اور اخلاق حسنہ کی اساس ہے تمام اخلاق انہی کے اردگھومتے نظر آتے ہیں۔ اور بہت سی بداخلاقیاں، بے صبری، وسعت حوصلہ نہ ہونے اور برداشت کی کمی کی وجہ سے جنم لیتی ہیں۔ جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس لئے کیا کہ وہ برداشت کا مادہ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب آیت 73 میں جہاں امانت کے اُٹھانے کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی گئی انہوں نے معذرت کر لی مگر انسان نے اِسے اُٹھالیا۔ دراصل اُس جگہ اس برداشت کا ذکر ہے جو انسان میں موجود ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی کتاب "محبت الٰہی" میں اس امانت کو محبت کا نام دیا ہے جو ایک انسان اپنے خدا اور اس کی مخلوق سے کرتا ہے اور اس محبت کی وجہ سے مخلوق کی خاطر بہت سی تکالیف، مصائب اور مشکلات کو برداشت کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"میں نے اپنی امانت یعنی محبت کو آسمانوں کے رہنے والوں یعنی فرشتوں اور زمین کے حیوانات اور پہاڑوں کے جانداروں پر پیش کیا مگر وہ اس کے اٹھانے سے ڈرے اور انکار کر دیا مگر انسان نے جو کہ ظالم اور جاہل ہے اس کو اٹھالیا اور محی الدین ابن عربی صاحبؒ جو کہ ائمہ اسلام میں سے گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ اس جگہ پر انسان کی تعریف ہے مذمت نہیں ہے اور ظالم اور جاہل کے الفاظ جو کہ بظاہر بُرے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اس جگہ پر تعریف کے طور پر استعمال ہوئے ہیں اور وہ اس طرح ہے کہ ظالم سے مراد ہے کہ انسان اپنی جان پر ظلم کر سکتا ہے اور ان مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کر سکتا ہے جو کہ خدا کی محبت میں اس کو پیش آویں۔ اور جاہل اس لئے کہ اس نے ان تکالیف اور شدائد کی بابت سوچا بھی نہیں جو اس کو اس راہ میں پیش آسکتی تھیں اور دوسرے حیوانات نے دور اندیشی سے اس سے انکار کر دیا اور گو کہ اس جگہ انسان نے دور اندیشی سے کام نہیں لیا لیکن یہ اس کی تعریف ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ کی محبت کو ایک پیاری اور عمدہ چیز دیکھ کر کسی اور بات کا خیال بھی نہیں کیا۔ اور وہ بوجھ جس کا اٹھانا دوسروں نے ناپسند کیا تھا اس کو برضا و رغبت

اٹھالیا۔ اور اسی لئے ہے کہ جب انسان اپنے عہد اور اقرار کو پورا کرتا اور خدا کی محبت میں اپنے آپ کو باوجود سخت مصیبتوں اور تکلیفوں کے ثابت قدم رکھتا ہے تو اس پر اس قدر انعام اور اکرام ہوتے ہیں جو کہ کسی اور مخلوق پر نہیں ہوتے۔''

(محبت الٰہی از انوار العلوم جلد1 صفحہ 21)

حضرت مسیح موعود قوت برداشت کے حوالہ سے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جوش کے وقت اپنے آپ کو سنبھالنا چاہئے۔ دکھ تو ہوتا ہے مگر انسان ثواب پاتا ہے۔ اگر کوئی ہمیں برا کہتا ہے تو وہاں سے اٹھ گئے یا الگ ہوگئے۔ نہ سنا کہ جس سے جوش آوے اور فساد ہووے۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ 354)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ایک متقی کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''متقی کی یہ صفت ہے کہ اس میں برداشت تحمل ہوتا ہے اور یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جو انسانی قدرت سے باہر ہو۔ اسی لئے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ ......(البقرہ: 287) فرما چکا ہے۔ ایک رئیس تھا اس کے حضور میں ایک شخص نے عرضی دی کہ حضور کی قوم کے ایک آدمی نے مجھے گالی دی ہے۔ اُسے بُلایا گیا۔ رئیس نے اس آدمی کو سخت گالیاں دیں جو اس کی شان سے بعید تھیں۔ اخیر اس حاکم نے اس سے پوچھا تم نے اس افسر کی کیوں بے عزتی کی؟ تو وہ کہنے لگا کہ اس نے مجھے گالی دی تھی پھر مجھ میں تاب حوصلہ نہ رہی۔ رئیس نے کہا کہ صبر کی طاقت تو تجھ میں ہے۔ دیکھو میں نے بھی تجھے گالیاں دیں اور تم چپکے ہنسا کئے۔ اگر لوگ صبر کریں تو بہت سی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجاوے۔

صبر کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اپنے تئیں روکنا۔ غیظ و غضب سے، شہوت سے، حرص و آز سے۔''

(حقائق الفرقان جلد اول ص 454)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر جلسہ سالانہ 1919ء بعنوان ''عرفانِ الٰہی'' میں تزکیہ نفس کے طریق بیان فرمائے اس کے تحت غلطی پر تنبیہ کی صورت میں برداشت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

''اگر کسی غلطی پر تنبیہ ہو تو اسے برداشت کیا جائے۔ بہت لوگ اس لئے اپنی اصلاح نہیں کر سکتے کہ جب انہیں ان کی کوئی غلطی بتائی جائے تو اس پر چڑتے ہیں اور اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ لیکن ایسا نہیں چاہئے جب غلطی پر تنبیہ ہو تو اس کو برداشت کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ...... (البقرۃ:207) کہ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اگر کہا جائے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تو ان کو نصیحت کے سننے سے غیرت آجاتی ہے اور اپنی ہتک عزت کے خیال سے دیوانہ ہو کر بجائے نصیحت سے فائدہ اٹھانے کے ناصح کا مقابلہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ کیونکہ وہ بجائے اس کے کہ غلطی بتانے والے کے ممنون ہوں۔ الٹے اس سے لڑتے ہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ جس کسی میں غلطی یا نقص دیکھے بازار میں کھڑا ہو کر اسے تنبیہ کرنا شروع کر دے۔ سمجھانا ہمیشہ علیحدگی میں چاہئے اور سمجھانے والے کو اپنی حیثیت اور قابلیت بھی دیکھنی چاہئے کہ وہ جس شخص کو سمجھانا چاہتا ہے اسے سمجھانے کی قابلیت بھی رکھتا ہے یا نہیں تاکہ اس کا نتیجہ الٹا نہ نکلے۔ غرض جہاں یہ ضروری ہے کہ غلطی کرنے والوں کو برداشت کی طاقت پیدا کرنی چاہئے اور سمجھانے والے کی بات کو ٹھنڈے دل سے سننا چاہئے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ سمجھانے والا بھی بہت احتیاط سے کام لے۔ یہ نہ ہو کہ جس کو چاہے لوگوں میں ذلیل کرنا شروع کر دے۔''

(انوار العلوم جلد4 صفحہ 32-322)

# حضرت مسیح موعود کا صبر و تحمل

## ضبط نفس اور قوت برداشت

اب یہاں چند ایک واقعات مامور زمانہ حضرت مسیح موعود کی سیرت سے نقل کئے جا رہے ہیں جو اپنے پیارے امام و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت میں ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے اس میدان میں ایک نمونہ اپنے متبعین کیلئے چھوڑا ہے۔ آپ اپنے متعلق خود فرماتے ہیں۔

''میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا (۔) بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے۔ آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔''

(ملفوظات جلد اول ص 302)

حضرت ملک غلام حسین صاحب رہتاسی رفیق حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی ہندوستان سے آیا۔ نماز ظہر ہو چکی تھی۔ ماہ جون تھا۔ حضرت مسیح موعود نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے اور بہت سے خدام بیٹھے تھے کہ وہ مولوی آیا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا آئیے تشریف لائیے۔ وہ بیٹھنے نہ پایا تھا کہ اس نے گالیاں نکالنا شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ تم نے دین محمدی کو بگاڑ دیا ہے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا۔ مولوی صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کے سب سوالات کا جواب دیا جائے گا۔ مجھے فرمایا کہ اندر سے مولوی صاحب کے لئے دودھ میں برف اور کیوڑہ ڈال کر لے آؤ۔ مولوی صاحب گرمی میں سے آئے۔ میں نے دودھ لاکر مولوی صاحب کو دیا مگر اس نے پینے سے انکار کر دیا اور نہ پیا۔ اور برابر گالیاں ...... دیتا رہا۔ ایک نو احمدی جو عیسائی سے احمدی ہوا تھا۔ وہاں موجود تھا۔ اس سے صبر نہ ہو سکا اور ایک تھپڑ لگا دیا۔ وہ مولوی فوراً اُٹھ کر چلا گیا۔

حضرت اقدس اس نو احمدی پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اس مولوی کو کیوں مارا؟ وہ گالیاں تو ہمیں دے رہا تھا...... حضور نے اس نو احمدی سے کہا کہ اس کو ابھی جا کر واپس لاؤ۔ وہ شخص واپس لانے کے لئے گیا۔ بعد میں خود حضور تشریف لے گئے اور اس مولوی سے فرمایا کہ آپ واپس چلیں۔ مگر وہ نہ مانا اور چلا گیا۔

(الحکم 7 مئی 1935ء)

ایک دفعہ جبکہ حضرت مولوی عبداللطیف صاحب قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ایک موقع پر تقریر فرمائی اور ایک باہر کے آئے ہوئے شخص نے گستاخی سے کہا کہ آپ کیونکر مہدی اور مسیح ہو سکتے ہیں جبکہ آپ کے مخارج حروف بھی درست نہیں ہیں۔ مولوی عبداللطیف صاحب کو غصہ آ گیا۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت اقدس نے بتلایا کہ اس عرصہ میں اس مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑے رہا۔ تاکہ اسے کہیں مار نہ دیں۔''

(الحکم 28 جولائی 1935ء)

اس واقعہ کی تفصیل ایک اور جگہ پر یوں ملتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی مجلس میں ایک شخص لکھنو سے آیا اور اس نے مقابلہ کی خواہش کی اور کہا میں آپ کو آپ کے دعوے میں جھوٹا ثابت کروں گا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی سخت کلامی سن کر فرمایا۔

میرے دلائل تو متقیوں پر اثر کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ آپ نے اتنا بڑا دعویٰ کر دیا۔ مگر آپ قاف کا تلفظ تک صحیح ادا نہیں کر سکتے۔

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مسیح موعود کی مجلس میں بیٹھے تھے یہ سن کر غصے میں آگئے اور اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ مگر حضرت مسیح موعود نے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ سید صاحب بھی ہمارے مہمان ہیں۔ اور آپ بھی ہمارے مہمان ہیں۔ اور میں درمیان میں صلح کرانے والا ہوں پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اچھا آپ نے عربی پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا کہ حدیث بھی پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا کہ آپ نے وہ حدیث نہیں پڑھی۔ جس میں لکھا ہے کہ مہدی کی زبان میں ثقل ہوگا۔ اس پر وہ مان گیا اور بیعت کی اور آپ کی مدح میں قصیدہ لکھا۔ اس شخص کا نام مولوی یوسف خاں تھا۔

(الحکم 21 مارچ 1936ء)

حضرت چوہدری غلام محمد صاحب ساکن پوہلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ حضرت مسیح موعود کے کمال قوت برداشت کا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

جلسہ سالانہ 1906ء کا ذکر ہے نماز جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا۔ جگہ بالکل پُر تھی۔ سب سے آخر میں میں لوئی بچھا کر بیٹھا کہ حضرت مسیح موعود اور میر حامد شاہ صاحب مرحوم بھی آکر تشریف فرما ہوئے۔ جب نماز شروع ہوئی۔ تو حضور کو ایک ہندو نے شدید گالیاں دینی شروع کیں۔ اس ہندو کا مکان بیت اقصیٰ کی بڑی سیڑھیوں سے جنوب مغرب کی طرف تھا۔ وہ نہایت غلیظ گالیاں نکال رہا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے آپ کی لڑکیوں کو بھی غلیظ گالیاں اور نامناسب الفاظ کہے کہ یہ لوگوں کو بلا کر لاتا ہے۔ میرے مکان پر سے گزرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہوئے میرے دل میں بڑی گھبراہٹ تھی۔ خیال کر رہا تھا کہ نماز کے بعد خدا جانے اس کا کیا حشر ہو گا۔ آپ ضرور اس کو سزا دیں گے۔ اور رسوائی کریں گے۔ مگر میں حیران رہ گیا کہ حضور نے اس کو کچھ نہ کہا اور گھر کو چلے گئے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد حد بندی کرنے کے لئے حضور نے تار لگانے والے کو بھیجا۔ حد بندی کرنے کے بعد حضور نے آکر تقریر فرمائی اور کہا کہ میں آج بہت خوش ہوں کہ میری جماعت نے نہایت صبر کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور اسی سال حضور نے ''قادیان کے آریہ اور ہم'' مشہور نظم لکھی۔ ہاں ایک بات بھول گیا وہ یہ کہ جب وہ ہندو گالیاں دے چکا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی حضور! بہتر ہو کہ اس مکان کو خرید لیں۔

تو حضور نے فرمایا۔ کہ میں تو اس کو ایک پیسہ میں بھی نہیں خریدتا۔ جو شاہی خیمہ کے پاس آکر خیمہ لگاتا ہے۔ اس کی شامت آئی ہوئی ہے۔''

(الحکم 6-14 نومبر 1938ء صفحہ 3)

حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ کے ضبط نفس کے دو واقعات یوں بیان فرمائے۔

''حضرت مسیح موعود کی مجلس میں ایک شخص آیا اور آپ کو آتے ہی گالیاں دینے لگ گیا۔ اور جب خوب گالیاں دے چکا۔ اور بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا۔ تسلی ہوگئی یا کچھ اور بھی باقی ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت مسیح موعود لاہور تشریف لے گئے تھے۔ وہاں رستہ میں ایک شخص نے آپ کو دھکا دے دیا تھا۔ لوگ اس کو مارنے لگے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ نہیں اسے کچھ نہ کہو۔ اس نے تو اپنے اخلاص سے ہی دھکا دیا ہے۔ وہ دراصل مدعی نبوت تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے سمجھا ہے کہ ہم ظالم ہیں اور اس کا حق مار رہے ہیں''۔

(انوار العلوم جلد4 صفحہ 169)

حضور کی سیرت کا یہ پہلو اتنا روشن اور تابناک ہے کہ اگر تائیدات الٰہیہ کسی بندے کے ساتھ نہ

ہوں تو اتنا صبر وتحمل اور ضبط نفس کا مظاہرہ ایک انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں جو گندے اشتہارات گالیوں کے شائع ہوا کرتے تھے، ان کو حضور ایک الگ بستے میں رکھتے تھے۔ چنانچہ ایسے اشتہاروں کا ایک بڑا بستہ بن گیا تھا۔ جو ہمیشہ آپ کے کمرے میں کسی طاق میں یا صندوق میں محفوظ رہتا تھا۔

(الفضل 14 جون 2004ء)

برداشت کا ایک پہلو افسران یا حاکموں سے تعلق رکھتا ہے جن کے پاس لوگ شکایات لے کر جاتے ہیں اور ایک فریق کی بات سن کر فوراً جذبات میں مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت مسیح موعود کی سیرت کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب کو معلوم ہوا کہ کسی شخص نے حضرت صاحب کے پاس ان کی کوئی شکایت کی ہے۔ اس پر وہ بہت برہم ہوئے۔ اور حضرت صاحب سے عرض کیا کہ لوگ خواہ مخواہ ہماری شکایتیں آپ کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ گھبرائیں نہیں، لوگ اگر ایسی شکایتیں کرتے بھی ہیں تو میری ایسی حالت ہوتی ہے کہ گویا میں نے سنا ہی نہیں کہ کسی نے کیا کہا۔"

(ذکر حبیب ص 159)

نفسانی جوشوں کو دبانا بھی ایک ایسا خُلق ہے جو برداشت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری جماعت کی تاریخ بھری پڑی ہے چنانچہ آریوں کی طرف سے 1907ء کے جلسہ مذاہب میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر فرمایا۔

"اگر پاک طبع (۔) کو اپنی تہذیب کا خیال نہ ہوتا اور بموجب قرآنی تعلیم کے صبر کے پابند نہ رہتے اور اپنے غصہ کو تھام نہ لیتے تو بلاشبہ یہ بدنیت لوگ ایسی اشتعال دہی کے مرتکب ہوئے تھے کہ قریب تھا کہ وہ جلسہ کا میدان خون سے بھر جاتا۔ مگر ہماری جماعت پر ہزار آفرین ہے کہ انہوں نے بہت عمدہ نمونہ صبر اور برداشت کا دکھایا اور وہ کلمات آریوں کے جو گولی مارنے سے بدتر تھے ان کو سن کر چپ کے چپ رہ گئے۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 10)

پھر چشمہ معرفت کے آغاز پر باعث تالیف عنوان کے تحت آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر میری طرف سے اپنی جماعت کے لئے صبر کی نصیحت نہ ہوتی اور اگر میں پہلے سے اپنی جماعت کو اس طور سے تیار نہ کرتا کہ وہ ہمیشہ بدگوئی کے مقابل پر صبر کریں تو وہ جلسہ کا میدان خون سے بھر جاتا مگر یہ صبر کی تعلیم تھی کہ اس نے ان کے جوشوں کو روک لیا۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 8)

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ نے بیان فرمایا۔

ایک دفعہ جب حضرت صاحب لاہور تھے ایک مولوی حضرت صاحب کو گالیاں نکالتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے پکڑ کر خوب ماروں۔ اتنے میں حضرت صاحب مکان سے باہر نکلے۔ فرمایا کہ چاہے کوئی شخص ہمیں کسی قدر بھی گالیاں دے ہماری جماعت کا کوئی آدمی کسی کو ضرر نہ دے جو ایسا کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(الحکم 7 جون 1935ء)

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود رعیہ کے ہسپتال میں لمبا عرصہ ملازم رہے ہیں۔ انہی ایام کا واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب نماز کی ادائیگی کے لئے نزدیکی بیت الذکر میں تشریف لے گئے اس وقت ایک سخت مخالف احمدیت چوہدری رحیم بخش صاحب وضو کے لئے مٹی کا لوٹا ہاتھ میں لئے وہاں موجود تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کو دیکھتے ہی مذہبی بات چیت شروع کر دی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی کسی بات پر چوہدری رحیم بخش صاحب نے شدید غصہ میں آکر مٹی کا لوٹا زور سے آپ کے ماتھے پر دے مارا۔ لوٹا ماتھے پر لگتے ہی ٹوٹ گیا۔ ماتھے کی ہڈی تک ماؤف ہو گئی اور خون زور سے بہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب کے کپڑے خون سے لت پت ہو گئے۔ آپ نے زخم والی جگہ کو ہاتھ سے تھام لیا اور فوراً مرہم پٹی کے لئے ہسپتال چل دئے۔ ان کے واپس چلے جانے پر چوہدری رحیم صاحب گھبرائے کہ اب کیا ہوگا؟ یہ سرکاری ڈاکٹر ہیں۔ افسر بھی ان کی سنیں گے اور میرے بچنے کی اب کوئی صورت نہیں۔ میں کہاں جاؤں اور کیا کروں؟ وہ ان خیالات میں ڈرتے ہوئے اور سہمے ہوئے بیت الذکر میں ہی دبکے پڑے رہے۔ ادھر ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال میں جاکر زخمی سر کی مرہم پٹی کی۔ دوائی لگائی اور پھر خون آلود کپڑے بدل کر دوبارہ نماز کے لئے اسی بیت الذکر میں آگئے۔

جب ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب دوبارہ بیت الذکر میں داخل ہوئے اور چوہدری رحیم بخش صاحب کو وہاں دیکھا تو دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور مسکراتے ہوئے پوچھا کہ:

"چوہدری رحیم بخش! ابھی آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا ہے یا نہیں؟"

یہ فقرہ سنتے ہی چوہدری رحیم بخش صاحب کی حالت غیر ہو گئی فوراً ہاتھ جوڑتے ہوئے معافی کے ملتجی ہوئے اور کہنے لگے کہ شاہ صاحب! میری بیعت کا خط لکھ دیں۔ یہ اعلیٰ صبر کا نمونہ اور نرمی اور عفو کا سلوک سوائے الٰہی جماعت کے افراد کے کسی اور سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ چوہدری صاحب احمدی ہو گئے کچھ عرصہ بعد ان کے باقی افراد خانہ بھی جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

(الفضل 3 جون 1967ء)

جہاں تک حضرت مسیح موعود کا خانگی معاملات میں برداشت کا تعلق ہے وہ بھی آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ آج لوگ ذرا ذرا سی بات پر اپنی بیویوں سے جھگڑ پڑتے ہیں۔ سالن میں معمولی نمک زیادہ ہو جائے یا بروقت کھانا نہ ملے تو آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ گالی گلوچ پر اُتر آتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے معاشرت کا ایک مثالی نمونہ ہمارے لئے چھوڑا۔ روایت ہے کہ

شادی کے بعد حضرت اماں جان جب پہلے پہل دلی سے قادیان تشریف لائیں تو آپ کو بتایا گیا کہ حضرت صاحب گڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں آپ نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا اور بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے ادھر کھانے کا وقت قریب ہو گیا۔ آپ حیران تھیں کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں آپ آگئے۔ آپ کا چہرہ دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والیوں کا سا بنا ہوا تھا آپ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟

پھر فرمایا نہیں یہ تو بہت اچھے ہیں۔ میرے مذاق کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں یہ بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے آپ فرماتی تھیں کہ "حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔"

(سیرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ حصہ اول صفحہ 317 مولفہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی)

## گھریلو معاملات میں رنجشیں قوت برداشت نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آجکل ...... ہر جگہ میاں بیوی کے جھگڑوں کے معاملات میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔ جن میں مرد کا قصور بھی ہوتا ہے عورت کا قصور بھی ہوتا ہے۔ نہ مرد میں برداشت کا وہ مادہ رہا ہے جو ایک مومن میں ہونا چاہئے نہ عورت برداشت کرتی ہے۔......قصور دونوں کی طرف سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے رنجشیں پیدا ہوتی ہیں گھر اجڑتے ہیں پس دونوں طرف کے لوگ اگر اپنے جذبات پر کنٹرول رکھیں اور تقویٰ دل میں قائم کرنے والے ہوں تو یہ مسائل کبھی پیدا نہ ہوں۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ 215)

پھر فرمایا۔

جب شادی ہو گئی تو اب شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ نیک سلوک کریں۔ ایک دوسرے کو سمجھیں۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ چہارم صفحہ 116)

مشترکہ خاندانی نظام میں بوڑھے والدین کی خدمت کرنا اور ان کی حرکات کو برداشت کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو بوجہ بیدست و پا ہونے کے اور مختلف قسم کی بیماریوں اور ضعفوں کے پیدا ہو جانے کے اس کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے پس فرمایا کہ اس حالت میں بھی کہ جب وہ نہایت چڑچڑے اور ترش رو ہو جائیں اور ان کی حرکات برداشت سے باہر ہوتی جائیں تم کو چاہئے کہ ان کی کسی حرکت پر اظہار ناراضگی نہ کرو بلکہ (ان کی خواہش) اگر پوری کر سکتے ہو تو کر دو اور اگر پوری نہیں کر سکتے تو بڑی نرمی سے عرض کر دو کہ یہ بات ہماری طاقت سے باہر ہے اور جب ان سے کلام کرو تو نہایت ادب کے ساتھ کرو اور ان کے سامنے ایسے نرم ہو جاؤ کہ گویا رحمت کے مارے تم ان کے سامنے بچھے جاتے ہو اور پھر اسی پر بس نہ کرو بلکہ ان کے لئے دعائیں کرتے رہو کہ ان کی خدمت میں جو کچھ کوتاہی ہم سے ہوتی ہے اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ اپنے پاس سے ان کو دے۔"

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 266)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی میں داخلہ سے قبل مورخہ 24 نومبر 1989ء کو ایک تاریخی اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جس میں حضور نے جماعت کو اخلاق حسنہ اپنانے کی تلقین فرمائی کہ اب ہم دوسری صدی میں داخل ہونے کو جا رہے ہیں۔ اس میں بداخلاقیوں اور برائیوں کا بوجھ اٹھا کر سفر کرنا مشکل ہوگا اس لئے اخلاق حسنہ بالخصوص پانچ بنیادی اخلاق کی طرف توجہ دلائی جن میں سے تیسرے نمبر پر وسعت حوصلہ اور قوت برداشت کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اور مذہبی قوموں کی تعمیر میں سب سے اہم بات اس کے اخلاق کی تعمیر کو قرار دیتے ہوئے ہر تین ذیلی تنظیموں کو انہیں اپنانے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"تیسری چیز وسعت حوصلہ ہے۔ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی کوئی بات کہی ہے یا تمہارا کچھ نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنا حوصلہ بلند رکھو اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس

سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے۔ بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں۔ گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا سیاہی کی کوئی دوات گر گئی، کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس الٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہو کر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں، ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں، چپیڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جن قوموں میں یا جن ملکوں میں ابھی تک ان کا ایک طبقہ یہ توفیق رکھتا ہے کہ وہ نوکر رکھے وہاں نوکروں کے ساتھ تو اس سے بھی بہت بڑھ کر بدسلوکیاں ہوتی ہیں۔ تو ان جگہوں میں جہاں نوکروں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں، ان گھروں میں جہاں بچوں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعود نے جو اپنے بچوں کی تربیت کی وہ محض کلام کے ذریعے نہیں کی بلکہ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کے ذریعے کی ہے۔ حضرت مصلح موعود جب بچے تھے حضرت مسیح موعود کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جو آپ نے تحریر فرمایا تھا اور اس کو طباعت کے لئے تیار فرمایا تھا وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتہ نہیں کیا ہوگا اور کیسی سزا ملے گی (لیکن) جب حضرت مسیح موعود کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں خدا اور توفیق دے دے گا۔

حوصلہ اپنے عمل سے پیدا کیا جاتا ہے اور وہ ماں باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں وہ اپنے بچوں میں حوصلے نہیں پیدا کرسکتے اور نرم گفتاری کا بھی حوصلے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ چھوٹے حوصلے ہمیشہ بدتمیز زبان پیدا کرتے ہیں۔ بڑے حوصلوں سے زبان میں بھی تحمل پیدا ہوتا ہے اور زبان کا معیار بھی بلند ہوتا ہے۔

پس محض زبان میں نرمی پیدا کرنا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ حوصلہ بلند نہ کیا جائے اور وسیع حوصلگی جماعت کے لئے آئندہ بہت ہی کام آنے والی چیز ہے۔ جس کے غیر معمولی فوائد ہمیں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی نصیب ہو سکتے ہیں لیکن وسیع حوصلگی کا یہ مطلب نہیں کہ ہر نقصان کو برداشت کیا جائے اور نقصان کی پرواہ نہ کی جائے۔ یہ ایک فرق ہے جو میں کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کو سمجھ کر ان دونوں باتوں کے درمیان توازن کرنا پڑے گا.........

حوصلے سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ نقصان کی پرواہ نہ کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ یہ دو باتیں پہلو بہ پہلو چلنی چاہئیں۔ حوصلے سے مراد یہ ہے کہ اگر اتفاقاً کسی سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس پر برداشت کیا جائے اور اس سے کہا جائے کہ اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور جن کے حوصلے بلند ہوں وہ پھر بڑے ہو کر بڑے نقصان برداشت کرنے کے بھی زیادہ اہل ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ آفات سماوی پڑتی ہیں اور دیکھتے دیکھتے انسان کی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ جن کو چھوٹی چھوٹی باتوں کا حوصلہ نہ ہو وہ ایسے موقعوں کے اوپر پھر خدا سے بھی بدتمیز ہو جاتے ہیں اور بے حوصلگی کے ساتھ خودغرضی کا ایک ایسا گہرا رشتہ ہے کہ اس خود غرضی کے نتیجے میں ہر دوسری چیز اپنی تابع دکھائی دینے لگتی ہے۔ اگر وہ فائدہ پہنچا رہی ہے تو ٹھیک ہے ذرا سا بھی نقصان کسی سے پہنچے تو انسان حوصلہ چھوڑ بیٹھتا ہے اور جب بندوں سے بے حوصلگی شروع ہو تو بالآخر انسان خدا سے بھی بے حوصلہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ گُر سمجھایا کہ.........

(ترمذی باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک)

کہ جو بندے کا شکر ادا کرنا نہ سیکھے وہ خدا کا کہاں کرسکتا ہے۔ جو بندے کا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔

یہ جو گہرا فلسفہ ہے یہ ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔ حوصلے پر بھی اسی بات کا اطلاق ہوتا ہے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ یہ معمولی بات نہیں بڑے ہو کر اس کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ نقصان جس میں انسان بے اختیار ہو اس پر صبر کا نام حوصلہ ہے۔ نقصان کی طرف طبیعت کا میلان ہونا یہ حوصلہ نہیں ہے یہ بے وقوفی ہے، جہالت ہے اور بعض صورتوں میں یہ خود ناشکری بن جاتا ہے۔ اس لئے بچوں کو جب حوصلہ سکھاتے ہیں تو چیزوں کی قدر کرنا بھی سکھائیں۔

(پانچ بنیادی اخلاق صفحہ 9-12)

انسان اگر اسوۂ رسول اور تعلیمات قرآنیہ پر چلتے ہوئے برداشت کو اپنا شیوہ بنالے تو اس کا اللہ تعالیٰ عظیم پھل عطا فرماتا ہے۔ اور وہ فرشتوں کی ہمرکابی کی صورت میں ملتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے۔

ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور حضرت ابوبکرؓ چپ تھے حضورؐ بیٹھے مسکراتے رہے۔ مگر جب اس شخص نے انتہا کردی تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی جواباً کچھ کہہ دیا اس پر حضورؐ ناراض ہو کر چل پڑے۔ حضرت ابوبکرؓ نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے مگر جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آگیا۔ میں شیطان کے ساتھ کس طرح بیٹھ سکتا تھا۔

(سنن ابی داود کتاب الادب باب الانتصار حدیث نمبر 4251)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔‘‘

(کشتی نوح از روحانی خزائن جلد 19 ص 15)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو صبر و برداشت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’ایک نیکی صبر و تحمل ہے صبر کے نتیجہ میں بہت سی برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ صبر کی کمی کے باعث غلط فہمیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر احمدی کو صبر اختیار کرنا چاہئے۔ دل خراش باتوں کو برداشت کریں۔ اس پالیسی کے نتیجہ میں بہت سے جھگڑوں کا حل ہو سکتا ہے۔ فیملی تنازعات، خواہ وہ خاوند و بیوی کے درمیان ہوں یا بھائیوں کے درمیان ہوں۔ یہ سب بچگانہ تنازعات ہوتے ہیں......

دنیا بھر میں ایک طوفان بے تمیزی ہے۔ قتل عام ہو رہا ہے اور قومیں دوسری قوموں پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ یہ سب بے صبری کا ہی نتیجہ ہے۔ دنیا تباہی کے دہانے پر ہے۔ احمدیوں کو دنیا کو بچانا ہوگا۔ اس لحاظ سے صبر و برداشت کی عادت کو اس انداز میں اختیار کرنا ہوگا کہ احمدی ہر میدان میں صبر و برداشت کا نمونہ بن جائیں‘‘۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ 140)

---

تعارف کتب

# یادوں کے جگنو

## محترمہ نبیلہ رفیق کا شعری مجموعہ

نبیلہ رفیق کی شاعری نے ابھی پاؤں پاؤں چلنا بھی نہ سیکھا تھا کہ ایک جواں مرگ موت نے اسے جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ بقول بشیر منذر ؎

موت لے جائے گی مہ پاروں کو
ہائے یہ لوگ بھی مر جائیں گے

اس حادثہ پر ان کے اندر کے شاعر نے انگڑائی لی۔ آنکھیں ملیں۔ نیند کا بھاری کمبل اتار پھینکا اور خوبصورت حرفوں کی مالا پہن لی۔ اس کے قلم کے برش نے کیسی کیسی ٹیڑھی میڑھی تصویریں بنائیں آج اس کو خود ہی یاد نہیں۔ شعور کا بالکا جب نیند پوری کر لیتا ہے تو پھر کوئی تھپکی اور لوری اس کو سونے پر مجبور نہیں کرسکتی۔ اچانک زمین پر بنے بیٹھے ایک خدا نے پیغمبروں کی سرزمین (عراق) پر چڑھائی کردی کہ یہ لوگ ایٹم بم بنارہے تھے۔ جس کا حق صرف ان کو یا ان جیسوں کو ہے دوسروں کو نہیں پھر کیا تھا اس کے اندر کا شاعر تڑپ اٹھا۔ ؎

آ دیکھ! کہ کس حال میں نبیوں کی زمیں ہے
یہ خون کی ہولی ہے کہ ہے امن کا پیغام
اس پار سے دجال جو اترے ہیں زمیں پر
یاجوج ہیں ماجوج کہ فرعون کے ہیں ناگ
کیا ان کو نہیں علم کہ اس پاک زمیں میں
ہیں دفن ترے پیارے اسی ارض حسیں میں

پھر چاند کی دلہن، میدان عمل، عیش کی قید، خود غرضی، گیت رخصتی، جا پیا دیس جا، ایڑیوں کے بل، سقوط بغداد اور من کا ماتم جیسی نظمیں معرض وجود میں آئیں۔ لال مسجد کے سانحہ پر اسلام آباد سے ’’شرمندگی‘‘ کے عنوان سے مخاطب ہوئیں۔

میں تو شرمندہ ہوں اس شہر کی باسی ہو کر
اے میرے شہر تجھے نام بدلنا ہوگا
تیری دستار اچھالی ہے تیرے اپنوں نے
خون آلود ہوئی جاتی ہیں شامیں تیری
کون سا قرض تھا جو تجھ سے چکایا نہ گیا
کون سا فرض تھا جو تجھ سے نبھایا نہ گیا

کتاب میں بیالیس نظموں کے علاوہ چودہ غزلیں بھی شامل ہیں۔ غزلوں کے چند اشعار دیکھئے۔

ہم نے اپنی مانگ میں خود ہی ستارے بھر لئے
شہر میں کیدو بہت تھے ایک بھی رانجھا نہ تھا
ماپنا پانی کا ظرف اور دیکھنا ساحل کی اور
کیا ہواؤں نے تمہیں اس بات پر ٹوکا نہیں
نہیں نوک قلم میں اب کسی تحریر کی طاقت
یہی کافی ہے گر تم صورت حالات کو سمجھو
میں کس کے نام کروں آج کی غزل یارو
ہے میرے شہر کا ہر شخص سنگ دل یارو
دل دکھا ہے میرا اک چوٹ لگی ہے مجھ کو
تم ذرا جلدی سے آؤ اسے مرہم کردو

نظم میں نظم کے اور غزل میں غزل کے تقاضے (تکنیک کے حوالے سے) پورے ہوتے نظر آنے چاہئیں۔ نظموں پر اکثر جگہ فردیات کا گماں گزرتا ہے غزلوں میں البتہ انتظام و اہتمام بہتر ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ انہیں خلوص سے مشورہ نہیں دیا گیا۔ نقش اوّل کا خمار اور صاحب کتاب ہونے کے تفاخر میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ امید ہے کہ نقش ثانی اس سے کہیں بہتر طور پر سامنے آئے گا۔

’’یادوں کے جگنو‘‘ کا سن اشاعت 2010ء اور ناشر یونیٹیک پبلی کیشنز پنجاب انڈیا۔

(عبدالکریم قدسی)

# اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

## درخواست دعا

❀ مکرم مجیب احمد طاہر صاحب صدر محلّہ دارالعلوم غربی صادق ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم محمود احمد باجوہ صاحب دارالعلوم غربی صادق ربوہ گزشتہ 20 سال سے وکالت وقف نو میں بطور رضا کار خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کو سانس کی تکلیف ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری ہے۔ فضل عمر ہسپتال سے گھر آ گئے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل وعاجل شفاء عطا فرمائے۔ آمین

❀ مکرم منور احمد صاحب جج کارکن دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری بشیر احمد جج صاحب کو برین ہیمبرج اور دائیں طرف فالج ہوا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

❀ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عاشق صاحب مرحوم لکھتی ہیں کہ میری بہو اور بھانجی مکرمہ امۃ الرفیق صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ساجد مبشر صاحب گردوں کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔ ڈائیلائیسز ہو رہا ہے اس کے بعد کمزوری ہو جاتی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل شفا سے نوازے۔ آمین

❀ محترمہ زکیہ بیگم صاحبہ بیوہ محترم شیخ محمود احمد صاحب شہید آف مردان حال بلال کوارٹرز دارالنصر غربی حبیب ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بیٹے مکرم شیخ عارف محمود صاحب جو مردان کے واقعہ کے میں زخمی ہوئے تھے کا ایک آپریشن فضل عمر ہسپتال میں 23 نومبر کو ہوا ہے۔ آپریشن کے کامیاب ہونے اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

## تبدیلی نام

❀ مکرمہ ناہید کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیق خاں صاحب ساکن دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ میں نے اپنا نام ناہید اختر سے تبدیل کر کے ناہید کوثر رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ شکریہ

## سانحہ ارتحال

❀ مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب نائب ناظر مال آمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری مسعود احمد ناصر صاحب ابن مکرم ماسٹر چوہدری محمد خاں صاحب مرحوم آف گھٹیالیاں خورد ضلع سیالکوٹ حال مقیم آصف بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور مورخہ 3 نومبر 2011ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مورخہ 3 نومبر صبح 11 بجے بیت التوحید لاہور میں نماز جنازہ مکرم صباح الظفر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ موصی ہونے کی وجہ سے آپ کی میت بغرض تدفین ربوہ لائی گئی اور بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم راجہ نصیر احمد ناصر صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت نے دعا کروائی۔ مرحوم نہایت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ خلافت احمدیہ سے بے پناہ عشق و پیار کا تعلق تھا واقفین زندگی سے بے انتہا احترام و پیار کرتے تھے۔ آپ مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب مرحوم سابق مدرس احمدیہ مدرسہ قادیان و جامعہ احمدیہ و سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے داماد تھے مرحوم مکرم چوہدری محمود احمد صاحب ایڈمن مینیجر شاہ تاج ٹیکسٹائل ملز بھائی پھیرو ضلع قصور اور مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب آف ساؤتھ افریقہ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹا منظور احمد عامر اور ایک بیٹی سعدیہ صدف یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

## دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

❀ مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع گوجرانوالہ کے دورہ پر ہیں احباب جماعت وار اکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

## سانحہ ارتحال

❀ محترم ہومیو ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب جوہر ٹاؤن لاہور مورخہ 13 نومبر 2011ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ مورخہ 15 نومبر 2011ء کو صبح سات بجے جوہر ٹاؤن میں مکرم منصور احمد چٹھہ صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے، جنازہ ربوہ لایا گیا اور 15 نومبر کو بعد نماز ظہر بیت مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے دعا کرائی۔

آپ کے والد حضرت حکیم محمد صدیق صاحب میانوی رفیق حضرت مسیح موعود تھے۔ آپ 1937ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد میں سیکرٹری یونین کونسل رہے۔ بعدہٗ دارالرحمت غربی ربوہ میں رہائش اختیار کر لی اور 1986ء میں لاہور منتقل ہو گئے۔ مرحوم خلافت احمدیہ سے بے پناہ محبت کرنے والے، پابند نماز اور مہمان نواز تھے۔ جماعت کے بزرگوں، مربیان اور عہدیداران کی بہت عزت کرتے۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ خلافت کے ساتھ منسلک رہو اور اطاعت کرو۔ مرحوم حقوق اللہ وحقوق العباد کا خیال رکھنے والے، ملنسار، بااخلاق اور باکردار وجود تھے۔ آپ ایک لمبا عرصہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں بطور سیکرٹری تعلیم القرآن اور زعیم انصار اللہ بیت الاحد خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فہمیدہ بشیر صاحبہ اور پانچ بیٹے مکرم مبشر احمد صدیقی صاحب لندن نائب افسر جلسہ سالانہ یوکے، مکرم مظفر احمد صدیقی صاحب سیکرٹری تربیت لاس اینجلس امریکہ، مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کارکن ایم ٹی اے یوکے وصدر جماعت احمدیہ حلقہ Epsom لندن، مکرم حافظ نعیم احمد صدیقی صاحب جوہر ٹاؤن لاہور اور مکرم ہومیو ڈاکٹر مقبول احمد صدیقی صاحب لاہور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب مربی سلسلہ مورخہ یکم فروری 2005ء کو برکینا فاسو میں خدمات بجا لاتے ہوئے وفات پا گئے تھے۔ جواں سال بیٹے کی وفات کا صدمہ آپ نے بہت صبر اور حوصلے کے ساتھ برداشت کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## دارالصناعۃ میں داخلہ

❀ دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں درج ذیل ٹریڈز میں داخلے جاری ہیں۔

**مارننگ سیشن**

1۔ آٹو مکینک

2۔ ریفریجریشن وایئرکنڈیشننگ

3۔ وڈورک (کارپینٹر)

**ایوننگ سیشن**

1۔ آٹو الیکٹریشن۔ 2۔ جنرل الیکٹریشن و بنیادی الیکٹرونکس۔ 3۔ پلمبنگ

4۔ ویلڈنگ اینڈ سٹیل فیبریکیشن

تمام کورسز کا دورانیہ 6 ماہ ہے۔

داخلہ فارم کے حصول ودیگر معلومات کے لئے دفتر دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ 27/52 دارالعلوم وسطی ربوہ رفون نمبر 047-6211065 0336-7064603 سے رابطہ کریں۔

☆ نئی کلاسز کا آغاز یکم جنوری 2012ء سے ہوگا۔

☆ نشستوں کی تعداد محدود ہے۔

☆ بیرون ربوہ طلباء کیلئے ہوسٹل کا انتظام ہے۔

☆ والدین اپنے بچوں کو ادارہ میں داخل کروائیں۔

تمام طلباء جو گزشتہ سیشنز میں کورسز مکمل کر چکے ہیں، ان کی اسناد آ چکی ہیں۔ لہٰذا ان سے گزارش ہے کہ اپنی اسناد دفتر ہذا سے صبح کے وقت حاصل کر لیں۔

(نگران دارالصناعۃ ربوہ)

## ربوہ کی مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت

❀ جو احباب مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت کریں وہ منظور شدہ پراپرٹی ڈیلرز کی معرفت سودا کریں بہتر ہے سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ چیک کر لیں۔

جن کالونیوں میں پلاٹس خریدنا چاہیں تو اس امر کی تسلی کر لیں کہ کالونی منظور شدہ ہے تا کہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے رابطہ کریں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

• • • • • • • • • • • • • • • •


بھٹی ہومیو کلینک اینڈ سٹور

اوقات آجکل صبح 9 تا 1 بجے شام 4 تا 7 بجے

ادارہ قائم کردہ ڈاکٹر منصور احمد بھٹی مرحوم (اللہ آپ کے درجات بلند کرے آمین)

رابطہ کلینک: 0333-6568240

# خبریں

**این آر او نظرثانی کیس کا فیصلہ** سپریم کورٹ نے 25 نومبر کو این آر او نظرثانی کیس کا فیصلہ سنا دیا جس میں حکومت کی طرف سے دی گئی این آر او نظرثانی درخواست کو سپریم کورٹ کے 17 رکنی فل بنچ نے مسترد کر دیا۔

**مہنگائی کا ایک اور بم۔ پن بجلی 31 اور گیس 14 فیصد تک مہنگی** حکومت نے مہنگائی، بیروزگاری اور بدحالی سے نڈھال عوام پر گرانی کا ایک اور بم گرا دیا ہے۔ پن بجلی کے نرخ میں 31 فیصد تباہ کن اور تاریخ کا سب سے بڑا اضافہ کر دیا ہے جبکہ گیس کی قیمت 11 سے 14.5 فیصد بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ سوئی ناردرن کیلئے منظور کردہ اضافہ 14.05 فیصد اور سوئی سدرن کیلئے 11 فیصد ہے۔ آئل اینڈ گیس اتھارٹی (اوگرا) نے اس بارے میں نرخوں میں اضافے پر مبنی سمری وزارت پٹرولیم وقدرتی وسائل کو ارسال کر دی ہے۔

**مہنگائی سے تنگ بھارتی نوجوان نے وزیر زراعت کو تھپڑ جڑ دیا** مہنگائی سے نالاں بھارتی نوجوان نے وزیر زراعت شرد پوار جو کرکٹ کی عالمی تنظیم آئی سی سی کے صدر بھی ہیں۔ پر اچانک حملہ کر کے انہیں تھپڑ رسید کر دیا اور برا بھلا کہا۔ یہ واقعہ نئی دہلی ہوٹل میں اس وقت پیش آیا جب شرد پوار تقریب میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے اور صحافیوں کے ہجوم میں موجود سکھ نے انہیں تھپڑ مار دیا۔

**سوات میں مکان کی چھت گرنے سے ایک ہی خاندان کے 7 افراد ہلاک** سوات کے سیاحتی مقام مدین کے علاقہ گھٹ میں مکان کی چھت زمین بوس ہونے سے ایک ہی خاندان کے 7 افراد جاں بحق ہو گئے۔

**ایرانی پارلیمنٹ میں برطانیہ سے سفارتی تعلقات ختم کرنے کا بل منظور** ایرانی پارلیمنٹ میں ایران اور برطانیہ کے سفارتی تعلقات ختم کرنے کیلئے بل پاس کر لیا گیا۔ ذرائع کے مطابق برطانیہ کی جانب سے ایران پر لگائی جانے والی نئی مالیاتی پابندیوں کے خلاف ردعمل کے طور پر ایران کی پارلیمنٹ میں کثرت رائے سے برطانیہ سے سفارتی تعلقات ختم کرنے کا بل پاس کر لیا گیا ہے۔

**آسٹریلیا میں لگنے والی آگ نے 20 گھروں کو جلا دیا** مغربی آسٹریلیا کے علاقے مارگریٹ ریور میں لگنے والی آگ تیز ہواؤں کی وجہ سے بے قابو ہو گئی جس کی وجہ سے 20 گھر جل کر خاکستر ہو گئے۔ ریسکیو حکام نے آگ پھیلنے کے باعث سیاحوں اور رہائشیوں سے علاقہ خالی کروا لیا ہے۔

**روس کی یورپی سرحدوں پر میزائل نصب کرنے کی دھمکی** روس نے امریکی میزائل دفاعی شیلڈ کے جواب میں یورپی یونین کی سرحدوں پر جدید ہتھیاروں سے لیس میزائل نصب کرنے کی دھمکی دے دی۔ روسی صدر نے کہا کہ اگر امریکی میزائل دفاعی شیلڈ کے حوالے سے مذاکرات ناکامی سے دوچار ہوئے تو روس یورپی سرحدوں پر جدید ترین ہتھیاروں سے لیس میزائل سسٹم نصب کرے گا۔

**وٹامن ای کھائیں بچوں کو دمے سے بچائیں** برطانیہ کی یونیورسٹی آف ایبرڈین کے محققین کے مطابق اگر حاملہ خواتین میں وٹامن ای کی کمی ہو گی تو ان کے ہاں پیدا ہونے والے بچوں میں دوسرے بچوں کے مقابلے میں دمے میں مبتلا ہونے کا خدشہ 5 گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس تحقیق کے نگران ڈاکٹر گراہم کا کہنا ہے کہ وٹامن ای کی کمی سے نہ صرف پھیپھڑوں کی نشوونما متاثر ہوتی ہے، بلکہ اس سے سانس کی نالی میں تیزابیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس تحقیق میں دو ہزار خواتین کو پانچ سال تک زیر معائنہ رکھا گیا جس کے نتائج سے معلوم ہوا کہ جن خواتین میں حمل کے دوران وٹامن ای کی کمی ہوتی ہے ان کے بچوں میں پانچ سال کی عمر تک سانس پھولنے یا دمے کے اثر پیدا ہو جاتے ہیں، اس کے بعد بچوں کو دی جانے والی وٹامن ای کی اضافی خوراک سے بھی فرق نہیں پڑتا۔

جرمن ہومیو ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں، بائیوکیمک ادویات نیز سادہ گولیاں ٹکیاں، شوگر آف ملک مناسب نرخوں پر
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی کالج روڈ ربوہ
فون نمبر: 047-6213156

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ڈسکاؤنٹ مارٹ ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
جیولری۔ انڈین پولکی، برائیڈل سیٹ، کاسمیٹکس، ہوزری، پرفیوم
0343-9166699, 0333-9853345

# مستحق طلباء کی امداد

۞ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"جس طرح ہماری جماعت دوسرے کاموں کے لئے چندہ کرتی ہے اسی طرح ہر گاؤں میں اس کیلئے کچھ چندہ جمع کر لیا جائے۔ جس سے اس گاؤں کے اعلیٰ نمبروں پر پاس ہونے والے لڑکے یا لڑکوں کو وظیفہ دیا جائے اس طرح کوشش کی جائے کہ ہر گاؤں میں دو تین طالب علم اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔" (30/اکتوبر 1945ء)

خدا تعالیٰ کے فضل سے نظارت تعلیم کے تحت حضرت مصلح موعود کی اس خواہش کی تکمیل کیلئے نگران امداد طلبہ کا شعبہ اس نیک اور مفید کام میں مصروف ہے۔ اور سینکڑوں غریب طلبہ اس شعبہ کے تعاون سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ امداد طلبہ کا یہ شعبہ اس تعاون کو آمد ہونے کے ساتھ ہی بہتر طور پر ممکن بنا سکتا ہے۔ لیکن اس کی آمد اس وقت بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ طلباء کی کتب، یونیفارم اور مقالہ جات کیلئے رقم کی فوری ضرورت ہے۔ یہ رقوم درج ذیل صورتوں میں خرچ کی جاتی ہیں۔

1۔ سالانہ داخلہ جات 2۔ ماہوار ٹیوشن فیس
3۔ درسی کتب کی فراہمی 4۔ فوٹو کاپی مقالہ جات
5۔ دیگر تعلیمی ضروریات

پاکستان میں فی طالب علم اوسطاً سالانہ اخراجات اس طرح سے ہیں۔

1۔ پرائمری وسیکنڈری 8 ہزار سے 10 ہزار روپے تک سالانہ
2۔ کالج لیول 24 ہزار سے 36 ہزار روپے تک سالانہ
3۔ بی ایس سی۔ ایم ایس سی و دیگر پروفیشنل ادارہ جات ایک لاکھ سے 3 لاکھ روپے تک

سینکڑوں طلبہ کا اس وقت اس شعبہ پر بے انتہا مالی بوجھ ہے۔ جس کیلئے عطیات کی فوری ضرورت ہے۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی موثر رنگ میں تحریک فرماویں کہ اس شعبہ کے لئے دل کھول کر حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آمین

یہ عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ کی مد "امداد طلبہ" میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم)

ربوہ میں طلوع وغروب 26۔ نومبر

| | |
|---|---|
| طلوع فجر | 5:17 |
| طلوع آفتاب | 6:44 |
| زوال آفتاب | 11:56 |
| غروب آفتاب | 5:07 |

اکسیر بلڈ پریشر
ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

Hoovers World Wide Express
کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں حیرت انگیز حد تک کمی دنیا بھر میں سامان بھجوانے کیلئے رابطہ کریں
جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکج
72 گھنٹے میں ڈیلیوری تیز ترین سروس کم ترین ریٹس، پک کی سہولت موجود ہے
پورے پاکستان میں اتوار کو بھی پک کی سہولت موجود ہے
بلال احمد انصاری، سفیان احمد انصاری
0345 / 0321 4866677
042 35054243 / 37418584
0333 / 0315 6708024
بیسمنٹ 25۔ قیوم پلازہ ملتان روڈ چوبرجی لاہور نزد احمد فیبرکس

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047-6212515
0300-7703500

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

FR-10

مغل بینکویٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائیٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412, 03336716317